سیف اللہ خالد

# کشمیر میں قادیانیت کی تبلیغ

ہر دور کا ایک امتیازی وصف ہوتا ہے اور وہی وصف تاریخ میں متعلقہ دورِ حکومت کی شناخت قرار پاتا ہے۔ بہت دور نہ جائیں تو بھی مثالیں کم نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ نواز شریف کے بھاری مینڈیٹ کا دور تھا۔ جسے پولیس مقابلوں اور ہر ادارہ کو فتح کر لینے کی خواہش سے پہچانا جاتا ہے۔ اس سے قبل بے نظیر کا دورِ حکومت لوٹ مار، غبن اور بیرون ملک جائیدادیں بنانے کی شہرت رکھتا ہے۔ اس سے پہلے نواز شریف کا پہلا دورِ حکومت بھی ''مستند ہے میرا فرمایا ہوا'' اور اظہارِ ذات کی لڑائیوں سے عبارت ہے۔ اسی طرح بے نظیر کا پہلا دورِ حکومت ذرا کم درجہ کی لوٹ مار یعنی ٹین پرسینٹ کی شہرت رکھتا ہے۔ مجموعی طور پر نواز شریف کے دونوں ادوار میں مغل شاہی تصور ابھرتا ہے اور بے نظیر کے دونوں ادوار ہڈیوں میں سرایت کر جانے والی نسلوں کی بھوک اور ملک سے انتقام لیتے ہوئے جیبیں بھرنے سے عبارت ہیں۔ اس طرح موجودہ دورِ حکومت کو فتنوں کا دور کہا جا سکتا ہے۔ ایمان کی دولت' اسلام کا یقین لوٹنے کی وارداتیں کرنے والے جس دیدہ دلیری سے اس دور میں سامنے آئے۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

ایک سے ایک بڑھ کر فتنہ اہل ایمان کا امتحان لینے کے درپے ہے۔ کہیں مسیحیت شفائیہ دعائیہ اجتماعات کے نام پر مریضوں اور مجبوروں کے ایمان متزلزل کرنے کے مشن پر ہے اور کہیں منکرین حدیث پہلو بدل بدل کر اور نقاب بدل بدل کر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ کہیں ہندو مسلم ایک والے نعرہ زن ہیں تو کہیں قادیان کا ملعون ٹولہ ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ یہ ساری وارداتیں اس قدر کھلے عام ہو رہی ہیں کہ اس سے قبل جس کا تصور بھی محال تھا۔

حکمرانوں کے ایمان پر شک کرنا اور اسے زیر بحث لانا مقصد نہیں۔ وہ جانیں اور رب جانے۔ ہمارے لیے ان کی یہ شہادت کافی ہے کہ وہ نبی رحمت ﷺ کے دامن سے وابستہ ہیں اور انہیں کو آخری نبی ﷺ تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے بعد کسی کو حق نہیں کہ کسی کے ایمان پر حملہ آور ہو یا الزام تراشی کرے۔ چاہے وہ حکمران ہو یا عام شہری۔ البتہ ٹھوس شواہد اور ناقابل تردید ثبوت دستیاب ہوں تو بات دوسری ہے...... اربابِ اختیار کی ایمانیات سے کچھ لینا دینا نہیں۔ البتہ المیہ یہ ہے کہ آزادی اظہار کے سارے حقوق فتنہ پروروں کے لیے وقف ہو کر رہ گئے ہیں۔ رواداری کی تمام اقسام اسلام دشمنوں کی ڈھال بنا دی گئی ہیں۔ کس قدر اذیت ناک صورتحال ہے کہ اسلام کے دفاع میں آواز اٹھے تو اسے انتہا پسندی اور نفرت پروری قرار دے کر سرکار کے تمام ادارے گلا گھونٹنے کو دوڑ کھڑے ہوں۔ دین کے اصول وضوابط کی تبلیغ ہو تو اسے عدم رواداری اور دہشت گردی کا نام دے کر خلاف ضابطہ قرار دے دیا جاتا ہے اور دوسری طرف قادیانی ٹولہ ہے کہ اپنے دجل و کفر کی سرعام تبلیغ کرتا ہے۔ اپنے ملعون رہنما کی بدبودار تعلیمات کا سرعام پرچار کرتا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

کس قدر اندھیر ہے کہ آزاد کشمیر میں زلزلہ کی آفت کے بعد صدر پاکستان کہتے ہیں کہ خیمہ بستیوں میں مساجد ومدارس نہیں بننے دیں گے۔ سرکاری مشینری کو حکم دیا جاتا ہے کہ پہلی فرصت میں سکول تعمیر کرو تا کہ مدارس کا نظام نہ کھڑا ہو سکے۔ صدر ذی وقار بار بار اپنے بیانات، خطابات میں وارننگ دیتے ہیں کہ جماعت الدعوۃ اور الرشید ٹرسٹ کی کڑی نگرانی جاری ہے۔ انہیں دعوتی اور تبلیغی کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ سرکاری ادارے دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر کسی نے دین کی بات کی، تبلیغ کا نام لیا تو اسے کشمیر سے نکال باہر کیا جائے گا۔ زلزلہ کے عذاب کے بعد جان، مال اور اولاد تک قربان کر کے اپنے ہم وطنوں کی مدد کرنے والوں کو دھمکایا جا رہا ہے کہ خبردار! کسی بھائی کا کلمہ درست نہ کر دینا۔ کسی بھولے ہوئے کو مسجد کی راہ دکھائی تو سزا ملے گی۔ کسی بھٹکے ہوئے کو رب سے جڑنے کی تلقین کی تو انتہا پسند قرار دے دیا جائے گا۔ کسی مجبور بے سہارا کو دین کے سہارے کا مشورہ دیا تو نکال باہر کیا جائے گا۔ حد تو یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے بے ضرر قافلے بھی خار ببول بن کر دلوں میں گڑے جاتے ہیں۔ بس نہیں چلتا کہ ان کو سبق سکھا دیا جائے۔ جماعت الدعوۃ اور الرشید ٹرسٹ کے کارکنوں کی داڑھیاں اور نمازیں تک برداشت نہیں ہوتیں۔ دانت کچکچائے جاتے ہیں۔ مادر پدر آزاد فنڈ خور این جی اوز کو طعنے دیئے جاتے ہیں کہ تم بوجھ اٹھانے جوگے ہوتے تو ان داڑھی والوں کا بندوبست کر دیتے۔ ان کا کشمیر میں داخلہ بند کر دیتے۔ مگر مجبوری ہے کہ یہ نہ رہے تو کام رک جائے گا۔ مصیبت زدگان کو سنبھالنے والا کوئی نہ رہے گا۔ ہاہا کار مچ جائے گی۔ منصوبے بنتے ہیں، حکم جاری ہوتے ہیں، نگرانیاں کی جاتی ہیں۔ امریکی اتحادی کو یقین دہانیاں کروائی جارہی ہیں کہ ایمان کا بیج کسی سینے میں نہیں بونے دیا جائے گا۔ خیر کی صدائیں کسی کان تک نہیں پہنچنے دی جائے گی اور دوسری طرف......

دوسری طرف خبر ہے کہ ملعون مرزا قادیانی کی ذریت پوری ڈھٹائی کے ساتھ ارتدادی مراکز چلا رہی ہے۔ مظفر آباد، بالاکوٹ، باغ، دھنی سیداں، اسلام آباد میں ۵ مراکز قائم ہیں۔ جہاں ایمان کے ڈاکو، ختم نبوت کے لٹیرے، مسلمانوں سے متاعِ عشقِ مصطفی ﷺ چھیننے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور پھر مجبور مصیبت زدہ کشمیریوں کے دلوں میں ارتداد کا بیج بونے کو نکلتے ہیں۔ شیطان کے ان چیلوں کو تمام تر شیطانی لوازمات دستیاب ہیں اور وہ بلاخوف وخطر اپنی بدبودار تعلیمات پھیلانے میں مشغول ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ رپورٹ تو یہ بھی بتاتی ہے کہ حکومت نے تمام امدادی اداروں کو روزانہ سرکاری بندوبست کے تحت اجلاس میں شرکت کا پابند بنا رکھا ہے۔ لیکن Humanity First نامی اس تنظیم کا کوئی کل پرزہ کبھی کسی اجلاس میں شریک نہیں ہوا۔ ان کے مراکز ارتداد تو رہے ایک طرف نام نہاد طبی مراکز اور خیمہ بستی تک میں کسی اخبار نویس تک کو جانے کی اجازت نہیں۔

ان کڑے پہروں میں خفیہ طور طریقوں سے کیا ہو رہا ہے؟ کیا حکمران بتانا پسند کریں گے کہ آخر کس کی اجازت سے یہ لوگ ریاست کے اندر ریاست قائم کیے بیٹھے ہیں؟

ٹھیک ہے کہ کسی پرامدادی کارروائیوں کے دروازے بند نہیں کیے جاسکتے۔ لیکن ہر ایرے غیرے کو نفسیاتی طور پر پسماندگی کا شکار مجبور اور بے سہارا لوگوں کی برین واشنگ اور ان کے ایمان لوٹنے کی اجازت بھی نہیں دی جاسکتی۔ آزادیٔ

اظہار اور رواداری کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ایمان کے ڈاکوؤں کو کھلی چھٹی دے دی جائے اور پھر یہ توقع رکھی جائے کہ انتہا پسندی کے الزام کے خوف سے مسلمان سب کچھ برداشت کرتا رہے گا۔کسی کو بھول میں نہیں رہنا چاہیے۔ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر ہر مسلمان جان مال تو کیا اولاد تک کو قربان کر دینا سعادت سمجھتا ہے۔انتہا پسندی کے الزام کی کیا حقیقت ہے؟

کیا حکمران نہیں جانتے کہ ایمان انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے اور ایمان پر حملہ کبھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً ہر مسلمان ختم نبوت کے معاملہ میں انتہائی حساس ہے۔اگر آزاد کشمیر میں قادیانی ملعونوں کی کفریہ تعلیمات سے اشتعال پھیلا تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ یقیناً اس کے ذمہ دار حکمران ہوں گے جو شیخ سعدی کے الفاظ میں کتوں کو کھلا چھوڑنے اور پتھروں کو باندھنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔کیا حکمران کسی حادثہ کے انتظار میں ہیں؟ اور چاہتے ہیں کہ منکرین ختم نبوت اور غداران ملتِ اسلامیہ قادیانیوں کی نفرت انگیز تبلیغ سے مسلمان مشتعل ہوں تو وہ ان پر انتہا پسندی کا الزام لگا کر من مانے فیصلوں کا نفاذ کر سکیں۔ورنہ اس کے سوا کوئی جواز سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں کھل کھیلنے کے مواقع کیوں دیئے جا رہے ہیں۔دانستہ طور پر فساد اور بدامنی کا بیج کیوں بویا جا رہا ہے؟

کس قدر سفاک اور انسانیت سے عاری ہیں یہ لوگ' جو دوسروں کی بھوک کو بلیک میلنگ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔جو بلکتی ماؤں ،سسکتی بہنوں ،خوفزدہ بے سہارا بچوں اور زندگی کے لیے آفات سے لڑتے بے یارومددگار نوجوانوں کا ایمان لوٹنے نکلے ہیں۔ان کی بے چارگی ،ان کے کرب سے فائدہ اٹھا کر روٹی کے چند لقموں اور ایک خیمہ کے عوض انہیں اپنے شیطانی مذہب کا آلہ کار بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔کس قدر گھٹیا اور پست ذہنیت کے مالک ہیں یہ افراد کہ پہلے ان کے ایجنٹ بلکہ دلال یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ کس کس کا ذہن شیطانیت کی نقب کے خلاف مزاحمت کی صلاحیت نہیں رکھتا اور پھر صرف انہی کو چند لقمے دیئے جاتے ہیں کہ جن کے اذہان وقلوب کو مسخر کرنا آسان ہو۔دوسروں کے لیے ان کے پاس صرف نفرت اور دھکے ہیں۔

قادیانی عیار کی ذریت' ابلیسی افکار کی پیروی کرتے کرتے انسانیت کے بلند معیار سے اس قدر پستی میں جا گری ہے کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔بھوک اور مجبوری کی قیمت لگانے اور سسکتی بلکتی انسانیت کو دام فریب میں لانے کے لیے یہ یوں جھپٹ رہے ہیں کہ مردار خور گدھ بھی کم ہی جھپٹتے ہوں گے۔دراصل یہ لوگ عقل وخرد اور ضمیر کی متاع عزیز سے پہلے ہی تہی دست نہ ہوتے تو ایک ایسے اچکے کو نبی ہی کیوں مانتے جسے اس کے کرتوتوں کی روشنی میں ایک شریف انسان ثابت کرنا ہی ناممکن ہے۔چہ جائیکہ پیشوا مان لیا جائے۔جو اس حد تک چلے جائیں کہ رب کے آخری نبی پیکر حسن وجمال منبع رشد وہدایت ،حضرت محمد ﷺ کے در دولت کو چھوڑ کر قادیان کے ایک ایسے فاتر العقل کو رہبر مان لیں جس کی ہر بات جہالت وذلالت کا مظہر ہو اور جو شکل سے ہی اٹھائی گیر اور بدکردار نظر آتا ہو۔ان لوگوں کے معیار عقل یا ان کے دلوں میں انسانیت اور ضمیر نام کی چیز تلاش کرنا ہی بڑی غلطی ہے۔

سوال یہ ہے کہ دولت ایمان کے یہ لٹیرے جرمنی ،فرانس ،امریکہ کی پرتعیش زندگی چھوڑ کر کشمیریوں کو نوچنے

کھسوٹنے کیوں آ گئے اور اپنی کارروائیوں کو خفیہ کیوں رکھ رہے ہیں۔ اس کا جواب بہت واضح ہے کہ ان کے بڑے گرو گھنٹال بھی کشمیر پر ناپاک نظریں لگائے بیٹھے تھے اور ایک سازش کے تحت کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کے خواہاں تھے۔ اس مقصد کی خاطر ۱۹۳۱ء میں ان لوگوں نے کشمیر پر بننے والی کمیٹی میں نقب لگائی۔ جس کا ادراک ہونے پر علامہ محمد اقبالؒ نہ صرف اس کمیٹی سے الگ ہو گئے بلکہ انہوں نے ان کے کفر کی توثیق کر دی اور یوں ۱۹۳۱ء میں کشمیر جھوٹی نبوت کے پیروکاروں کے چنگل میں جاتے جاتے بچا جس کا بدلہ ان کینہ پروروں نے ۱۹۴۶ء میں لیا۔ جب لارڈ ریڈکلف کی سربراہی میں باؤنڈری کمیشن کے روبرو خود کو مسلمانوں سے الگ ظاہر کر کے پورا ایک ضلع ہندوستان کی جھولی میں ڈال دیا اور یوں بھارت کو کشمیر تک رسائی کا موقع مل گیا۔

آج اگر قادیانی ذریت کشمیریوں کے ایمان پر ڈاکہ زنی کر رہی ہے تو یہ ماضی کا تسلسل ہے۔ ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں انہیں چین نہیں لینے دیتیں۔ وہ آج پھر سے اس امید پر یہاں دم ہلاتے پھرتے ہیں کہ شاید کشمیریوں کو گمراہ کر کے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ لیکن انہیں شاید یاد نہیں رہا کہ مسلمان کمزور ہو سکتا ہے، آفت زدہ ہو سکتا ہے لیکن محمد عربی ﷺ کا غدار نہیں ہو سکتا۔ ثبوت ہے کہ اہل کشمیر کی قانون ساز اسمبلی نے پاکستان سے بھی پہلے اس جعلی مذہب کو کفر قرار دے کر پاکستان اور امت کے لیے راہِ عمل متعین کر دی تھی۔ اب بھی انہیں یہاں کچھ نہیں ملے گا۔ غیرت مند کشمیری جوتے کی نوک پر انہیں باہر اچھالیں گے۔

افسوس! ان کے کالے کرتوتوں پر نہیں بلکہ حکومت پر ہے کہ بلاامتیاز مذہب، مسلک و قومیت دن رات خدمت کرنے والی جماعت الدعوۃ اور الرشید ٹرسٹ تو اسے ایک آنکھ نہیں بھاتے جبکہ جھوٹ کے ان پیامبروں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اربابِ حکومت کو چاہیے کہ وہ ہوش مندی کا ثبوت دیں۔ قوم کو اتنا نہ دبائیں کہ ردّعمل کے سوا کوئی راہِ عمل ہی نہ بچے۔